ماہِ صفر المظفر اسلام کی نظر میں

جمع وترتیب: محمد ارمغان ارمان ❖

وجہ تسمیہ

''صفر المظفر'' اسلامی سال (قمری تقویم) کا دوسرا مہینہ ہے جو محرم الحرام کے بعد اور ربیع الاوّل سے پہلے آتا ہے۔ ''صَفَرٌ'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے متعدد معنی بیان کیے گئے ہیں، مثلاً:

(۱) پیٹ کے کیڑے یا سانپ۔(۱)

(۲) سونا، پیتل، زَرد رنگ، خشک گھاس، صفراوی امراض، نحوست، شگونِ بد، عمدہ خوشبو، وغیرہ۔ مگر یہ سب مجازی اور مرادی معانی ہیں، حقیقی نہیں۔ کیونکہ اسلام ان کی تردید کر چکا ہے۔

(۳) خالی ہونا۔(۲)

یہ تیسرا معنی ہی زیادہ معروف ہے۔ عرب کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) محرم الحرام کی حرمت کی وجہ سے جنگ سے باز رہتے تھے، اس لیے جیسے ہی ماہِ صفر کا آغاز ہوتا تو اپنی ضرورت کی اشیاء لینے اور جنگ وجدال کے لیے گھروں سے نکل جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے، پس اس مناسبت سے اس ماہ کو ''صفر'' (خالی ہونا) کہا جانے لگا۔

شریعتِ اسلامیہ میں اس مہینہ کو ''صفر'' اس لیے کہا جاتا ہے تاکہ یہ بھی محرم الحرام کی طرح معصیت اور گناہ سے خالی رہے۔

ماہِ صفر کے فضائل واعمال

اس مہینے کی فضیلت یا مخصوص اعمال کی کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری، اس مہینہ میں معمول کی عبادت ہے۔ البتہ اس ماہ سے منسوب باطل نظریات وتوہّمات سے دُور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

❖ مدیر اصلاحی سلسلۂ تربیت فاروقیہ، ضلع سرگودھا، فیصل آباد، پاکستان

(۱) تاج العروس: ۷/۹۷، واشعۃ اللمعات للنووی: ۳/۶۲۰

(۲) لسان العرب: ۴/۵۳۳، والمشہور فی اسماء الایام والشہور للسخاوی، وابن کثیر: ۲/۳۵۴

صفر کے ساتھ لفظ ''المظفر'' یا ''الخیر'' کا اضافہ کیوں؟

چونکہ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ ماہِ صفر کو منحوس، بدشگون اور بُرا سمجھتے تھے اور بڑے عجیب و غریب قسم کے خیالات رکھتے تھے کہ اس مہینے میں آفات ومصائب نازل ہوتی ہیں۔ اس لیے اسے ''صفر المظفر'' یا صفر الخیر'' کہا گیا تاکہ اسے نحوست والا مہینہ نہ سمجھا جائے۔ ''مظفر'' کا معنی کامیابی، اور ''خیر'' کا معنی نیکی، سلامتی اور برکت کے ہیں۔

افسوس! آج بھی زمانۂ جاہلیت کے وہ فاسد خیالات اور باطل عقائد ہمارے معاشرے میں نسل درنسل چلے آرہے ہیں۔ اسی لیے اس ماہ میں خوشی کی تقریبات مثلاً: شادی بیاہ، لڑکی کی رُخصتی، ختنہ اور عقیقہ وغیرہ سے مکمل احتراز کیا جاتا ہے، نحوست کو دُور کرنے کے لیے مختلف ٹوٹکے اور عملیات کیے جاتے ہیں، اور اگر کوئی حادثہ یا غمناک واقعہ یا کسی کام میں ناکامی ہوجائے تو کہتے ہیں کہ یہ دن یا یہ مہینہ یا یہ تاریخ ہی منحوس تھی۔ ﷺ استغفر اللہ! ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''آدم کی اولاد زمانے کو گالی دیتی ہے زمانے کو بُرا کہتی ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، رات دِن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے: ''رات دِن کو میں بدلتا ہوں، اور جب چاہوں گا تو اس کو اُلٹ پلٹ کر ختم کردوں گا''۔(۱)

ایک روایت میں ہے: ''ابن آدم زمانے کو گالی دے کر مجھے تکلیف پہنچاتا ہے''۔(۲) ایک روایت میں ہے: ''ابن آدم ''یا خیبة الدهر'' (اے کمبخت زمانے!) کہہ کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے، کوئی شخص ''یا خیبة الدهر'' نہ کہا کرے''۔(۳) اور ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''زمانے کو گالی نہ دیا کرو''۔(۴) اس مفہوم کی اور بھی روایات ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ حوادثاتِ زمانہ سے متاثر ہوکر زمانے کو بُرا کہنے لگتے ہیں، حالانکہ زمانہ کوئی کام نہیں کرتا، زمانے میں جو واقعات اور حوادثات رُونما ہوتے ہیں اور جو انقلاب ہوتے رہتے ہیں، وہ تمام حضرت حق تعالیٰ کی مشیت اور ان کے حکم سے ہوتے ہیں۔ لوگ اپنی بے وقوفی سے یا جان بوجھ کر زمانے کو بُرا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، زمانے کو بُرا کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے، کیونکہ اصل فاعل تو وہ ہیں اس لیے اس فعل سے منع فرمایا۔(۵)

نیز اس ماہ میں بے شمار خیر کے کام ہوئے ہیں، مثلاً: مکہ سے مدینہ ہجرت، غارِ ثور میں داخلہ، رحمۃ للعالمین ﷺ کی صاحبزادیوں کے نکاح، کئی حضرات کا قبولِ اسلام وغیرہ۔ ان خیر کے کاموں کا ہونا

(۱) بخاری ومسلم (۲) احمد (۳) ابوداؤد، حاکم (۴) بیہقی (۵) بحوالہ احادیثِ قدسیہ: ۲۳، ۲۴

ہی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مہینہ نحوست اور بے برکتی و ناکامی کا نہیں ہے۔(۱)

دَورِ نبوی ﷺ کا ایک واقعہ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مقامِ حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جبکہ رات میں بارش ہو چکی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ: تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے اس وقت کیا فرمایا ہے؟ (یعنی آپ ﷺ نے ارشاد کیا کہ ابھی مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

''میرے بندوں نے آج اس حال میں صبح کی کہ بعض تو مجھ پر ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ چنانچہ جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا (یعنی ستاروں کے اثر کے منکر ہیں)، اور جس شخص نے کہا کہ فلاں ستارے کے طلوع ہونے اور فلاں ستارے کے غروب ہونے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے، تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا'' (کیونکہ مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے)۔(۲)

ارشاداتِ سرورِ عالم ﷺ

اسلام میں ''نیک شگون یا اچھی فال'' لینا محمود و مستحسن بلکہ مستحب ہے، جبکہ ''تطیّر'' یعنی بُری فال لینا (چاہے کسی بھی طریقہ سے ہو) مذموم و ممنوع ہے۔ نبی کریم ﷺ کثرت کے ساتھ اور خاص طور پر لوگوں کے (اچھے) ناموں اور جگہوں کے ذریعہ اچھی فال (نیک شگون) لیتے تھے، لیکن کسی چیز سے شگون بد نہیں لیتے تھے۔(۳)

رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کے لیے صفر کے مہینہ سے وابستہ باطل عقائد کی سختی سے تردید اور توہُّم پرستی و بدشگونی کی نفی فرمادی، اس موضوع پر حضورِ اقدس ﷺ سے بے شمار اِرشادات منقول ہیں، بطورِ نمونہ چند ایک ملاحظہ ہوں:

❁ ﷺ فرمایا: بدشگونی بے حقیقت ہے، اس سے بہتر تو اچھی فال ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اور فال کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ''وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے اور

(۱) کتاب الفتاویٰ: ۳۹۲/۱، ۳۹۳، فتاویٰ رحیمیہ: ۶۷/۲، فتاویٰ حقانیہ: ۲۱۰/۱، ۲۱۱-۴۶/۲، ۸۴، ۸۵، فتاویٰ فریدیہ: ۳۱۰/۱، ۳۱۱، وفتاویٰ محمودیہ: ۲۳۱/۱-۲۳۳

(۲) متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الکہانۃ، الفصل الاوّل (۳) مستفید از مظاہر حق جدید: ۲۷۶/۴

اس سے اپنی مراد پانے کی توقع پیدا کرے''۔(۱)

ﷺ فرمایا: بیماری کا ایک دوسرے کو لگنا، بدشگونی، ہامہ (پرندہ، جیسے اُلّو سے بدشگونی لینا) اور صفر یہ سب چیزیں بے حقیقت ہیں۔(۲)

ﷺ فرمایا: ایک دوسرے کو بیماری لگنا، ہامہ، نوء (منزل قمر) اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔(۳)

ف: ''نَـوْء'' کی جمع ''انواء'' ہے۔ یہ چاند کی اٹھائیس منزلوں کا نام ہے، جس میں ہر منزل کے مکمل ہونے پر صبح صادق کے وقت ایک ستارہ گرتا ہے اور دوسرا ستارہ اس کے مقابلے میں اسی وقت مشرق میں طلوع ہوتا ہے۔ اہلِ عرب کا بارش کے متعلق یہ گمان تھا کہ چاند یا ستاروں کی ایک منزل کے ختم اور دوسری منزل کے آغاز پر بارش ہوتی ہے (یعنی ستاروں کو بارش کے سلسلے میں مؤثر حقیقی مانتے تھے، اس پر ایک واقعہ بھی شروع میں گزر چکا ہے)۔(۴)

ﷺ فرمایا: ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا، صفر اور غول (جنات وشیاطین کی ایک قسم وجنس ''بھوت پریت'') کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔(۵)

ﷺ فرمایا: ''شگون بد لینا شرک ہے''، آپ ﷺ نے (اہمیت ظاہر کرنے کے لیے) یہ بات تین مرتبہ فرمائی تاکہ لوگ اس سے اجتناب کریں۔(۶)

ﷺ فرمایا: یاد رکھو! کسی مسلمان کو شگون بد (اس کے مقصد و ارادہ سے) باز نہ رکھے (یعنی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرے اور پھر کسی چیز کو بدشگونی سمجھ کر اس کام سے باز رہے)۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کو دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے، یعنی ایسی چیز جس کے ذریعہ شگون بد لیا جاتا ہے اور جو دِل ودماغ میں وہم وخلجان پیدا کرتی ہے، تو چاہئے کہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَا یَاتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَ لَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(۱) بخاری ومسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیر ۃ، الفصل الاوّل

(۲) ایضاً

(۳) ایضاً

(۴) مرقات، بحوالہ ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات: ۱۵، ومظاہرِ حق جدید، وغیرہم

(۵) مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیر ۃ، الفصل الاوّل

(۶) ابوداؤد والترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیر ۃ، الفصل الثانی

''اے اللہ! اچھائیوں اور بُرائیوں کا لانے والا صرف تُو ہے اور صرف تُو ہی بُرائیوں اور خرابیوں کو دُور کرنے والا ہے، اور بُرائی سے منہ موڑنے اور نیکی طرف آنے کی توفیق و طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے''۔(۱)

اور نصاب الاحتساب میں ہے کہ کوئی شخص سفر کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور کوّے کی آواز سن کر سفر سے رُک جائے، تو بزرگوں کے نزدیک وہ شخص کافر شمار ہوتا ہے۔(۲)

المختصر اسلام نے سحر و کہانت، بدفالی و بدشگونی، رَمل و زائچہ وغیرہ کھینچ کر آئندہ کے حالات معلوم کرنا اور توہُّمات وغیرہ سے منع کیا ہے، کیونکہ یہ سب شرک ہے، شیطان کے کام ہیں۔ جیسے یہ کہنا کہ ''فلاں کام کے لیے فلاں دِن یا مہینہ منحوس ہے، فلاں رنگ منحوس اور بھاری ہے مصیبت آجائے گی'' یہ سب ''توہُّم پرستی'' ہے۔

ایک من گھڑت روایت سے استدلال اور اس کا جواب

بعض لوگ ماہِ صفر کے منحوس ہونے پر ایک روایت کو بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ

''جو شخص مجھ کو ماہِ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا، میں اُسے جنت کی بشارت دوں گا''۔

جواب: دُشمنانِ اسلام نے سرورِ عالم ﷺ کی طرف منسوب بہت سی جھوٹی روایات پھیلائی ہیں، انہی میں سے ایک درج بالا روایت بھی ہے۔ مشہور محدث مُلّا علی القاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو بے اصل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۳)

اس کے علاوہ اور ائمہ حدیث مثلاً: علامہ عجلونی (۴)، قاضی شوکانی (۵) اور علامہ طاہر پٹنی (۶) رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بھی اس کو بے اصل کہا ہے، اور من گھڑت روایت سے استدلال کرنا سراسر جہالت ہے۔

(۲) ماہِ صفر کے منحوس ہونے کی اس من گھڑت روایت کے بالمقابل ماہِ صفر کے بارے میں بے شمار صحیح احادیث موجود ہیں (کچھ گزشتہ عنوان میں بھی گزر چکی) جو ماہِ صفر کی نحوست کی نفی کرتی ہیں، اس لیے صحیح احادیث کے مقابلہ میں ایک من گھڑت روایت پر عمل کرنا خلافِ عقل بھی ہے۔

---

(۱) بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیرۃ، الفصل الاوّل
(۲) مجالس الابرار: ۳۹، ص: ۲۴۸، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ: ۶۸/۲۱ (۳) الموضوعات الکبیر: ۳۳۷، رقم: ۷۳
(۴) کشف الخفاء (۵) الفوائد المجموعۃ (۶) تذکرۃ الموضوعات

(۳) اگر بالفرض اس روایت کو صحیح تسلیم کر کے الفاظ پر غور کیا جائے تو بھی ان الفاظ سے ماہِ صفر کی نحوست ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب اور مصداق یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی وفات ماہِ ربیع الاوّل میں ہونے والی تھی اور آپ ﷺ موت کے بعد اللہ کی ملاقات کے مشتاق تھے، اس لیے ربیع الاوّل کے شروع ہونے اور صفر کے گزر جانے کی خبر کا آپ ﷺ کو انتظار تھا، پس اس خبر کے لانے پر آپ ﷺ نے بشارت کو مرتب فرمایا۔ چنانچہ تصوف کی بعض کتابوں میں اسی مطلب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس روایت کو ذکر کیا گیا ہے۔(۱)

المختصر! اس من گھڑت و بے اصل حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا، بیان کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن بنانا یا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے۔(۲)

نحوست و ناکامی کے اسباب وعوامل

خالقِ کائنات ارشاد فرماتے ہیں کہ:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ(۳)

''تمہیں جو کوئی اچھائی پہنچتی ہے تو وہ محض اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، اور جو کوئی بُرائی پہنچتی ہے، وہ تو تمہارے اپنے سبب سے ہوتی ہے''۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ(٤)

''جو کوئی نیک عمل کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے، اور جو کوئی بُرائی کرتا ہے، وہ اپنے ہی نقصان کے لیے کرتا ہے، اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے''۔ **وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ (٥)**

''اور ہر شخص (کے عمل) کا انجام ہم نے اُس کے اپنے گلے سے چمٹا دیا ہے''۔

ان آیات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نحوست و برکت، خوش قسمتی و بدقسمتی، نفع و نقصان، ہے''۔(٦)

''ساری کائنات مل کر بھی تیرا نفع اور نقصان نہیں کر سکتی، اس لیے کہ قضاء وقدر کا قلم اب خشک ہو چکا خوشی وغمی، کامیابی و ناکامی، خیر و شر اور مقبول و مردُود کا انحصار انسان کے اپنے عمل پر ہے دیگر مخلوقات سے

(۱) سال بھر کے مسنون اعمال: ۸، ۹، بتغیر (۲) مستفید از کتب اکابر (۳) النساء: ۷۹
(۴) حٰمٓ السجدة: ٤٦ (۵) بنی اسرآئیل: ۱۳
(٦) رواہ ترمذی: ۲۵۱٦، ومسند احمد: ۲٦٦۹، بحوالہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام: ۴۸، ۴۹

نہیں۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''نحس'' کا تصور دراصل مشرکانہ خیالات کی پیداوار ہے۔ اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ نحوست و بے برکتی اور آفات ومصائب آنے کا تعلق ماہ وسال، لیل ونہار، عدد ورَنگ، حجر وشجر وغیرہ الغرض کسی بھی وقت اور مخلوق کے ساتھ نہیں بلکہ نحوست و ناکامی کا تعلق ''کفر وشرک، بدعت ومعصیت اور فسق و فجور'' کے ساتھ ہے۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے: ''نحوست بُرے اخلاق میں ہے''۔(۱)

گزشتہ قوموں کے حالات دیکھ لیجئے، معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب اور لعنت کا موجب انسان کی بدعملیاں اور نافرمانیاں تھیں (۲)۔

اور قرآن وحدیث میں بے شمار جگہ پر یہ موجود ہے کہ اگر تم میری اور میرے رسول کی نافرمانی کرو گے، یا فلاں گناہ اور بُرا عمل کرو گے، تو یہ یہ آفات ومصائب نازل ہوں گی، ان سب آیات واَحادیث کا اس مختصر تحریر میں نقل کرنا مشکل ہے۔

یاد رکھئے! انگوٹھی میں لگوائے پتھروں کا انسانی زندگی پر اثر انداز ہونا اور ان کو کامیابی وناکامی اور مبارک ونامبارک کا مدار سمجھنا یہ مشرکوں کا عقیدہ اور سبائی اَفکار کا شاخسانہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ کیونکہ انسانی زندگی پر اعمال اثر انداز ہوتے ہیں، پتھروں سے نہ تقدیر بدلتی ہے اور نہ کوئی خیر وبرکت نصیب ہوتی ہے۔(۳)

ماہِ صفر کی دو اَہم بدعات

جاہل و بے دین لوگوں اور اسلام دشمن عناصر نے ماہِ صفر المظفر میں دین کے نام پر بے شمار من گھڑت رُسومات و بدعات اور فاسد عقائد داخل کر رکھے ہیں جو آج بھی ہمارے اسلامی معاشرے میں عوامی سطح پر رائج ہیں، حالانکہ ان کا تعلق و جوڑ کسی بھی طرح دینِ اسلام سے نہیں۔ مثلاً: جنات کا آسمان سے زمین پر اُترنا، صندوقوں اور دَر ودیوار کو ڈنڈے مارنا، مکڑی کے جالے صاف کرنا، وغیرہ۔ زمانۂ جاہلیت میں ''نسئ کی رسم'' یعنی نفسانی اغراض پر حرمت والے مہینوں میں رَدّوبدل (آگے پیچھے) کرنا بھی تھی۔ اب دو مشہور بدعت جن کے گرد تقریباً ساری بدعات وخرافات گھومتی ہیں، کی تفصیل مع ان کا حکم ملاحظہ فرمائیے:

---

(۱) مسند احمد

(۲) مثلاً: سورۃ نمل: ۴۷، اعراف: ۱۳۱، یٰسٓ: ۱۸، ۱۹، قمر: ۱۹، حٰمٓ السجدۃ: ۱۶، الحاقۃ: ۷، وغیرہ

(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۲/۲-۵۵۴، فتاویٰ فریدیہ: ۳۲۰/۱، وفتاویٰ محمودیہ: ۲۳۴/۱

(۱) تیرہ تیزی کی بدعت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہِ صفر کے ابتدائی تیرہ دن نہایت منحوس، بُرے اور سخت ہیں، کیونکہ ان دنوں میں رسول اللہ ﷺ بھی سخت بیمار ہوگئے تھے، یہ بیماری اسی نحوست کا اثر ہے۔ تیرہ سے مراد ''۱۳'' کا ہندسہ، اور تیزی سے مراد ''سختی اور پریشانی'' ہے۔ بعض جگہ لوگ تیرہ تاریخ کو ''چنے اُبال'' کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ بلائیں اور نحوستیں دُور ہوجائیں۔

یاد رکھئے! ان سب باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف توہُّم پرستی اور مشرکین کے عقیدہ کی اقتداء کرنا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وفات میں تیرہ دِن بیمار رہے ہیں، مگر وہ صفر کے ابتدائی تیرہ دن نہیں بلکہ صفر کے آخری اور ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام تھے۔

(۲) آخری چہارشنبہ (بدھ) کی بدعت

لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، چھٹی کرنے کو اَجر وثواب سمجھتے ہیں، سیر و تفریح کے لیے جاتے ہیں، بعض جگہ اس دن روزہ رکھا جاتا ہے اور ایک خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ''اس دن رسول اللہ ﷺ کو بیماری سے شفاء ملی اور آپ ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا''۔ نیز بہت سے لوگ اس دن تعویذ بنا کر مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے پہنتے ہیں۔

یاد رکھئے! یہ مشہور بات بالکل غلط اور بے اصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دِن (صفر کے آخری بدھ) سے تو آپ ﷺ کے مرض کی شدت (مرضِ وفات) کا آغاز ہوا تھا، جس پر یہودیوں نے عداوت و شقاوت اور اپنے کینہ وبغض کی وجہ سے خوشی کی تھی۔ ایرانی مجوسیوں سے منتقل ہوکر ہندوستان میں آئی اور یہاں کے بے دین بادشاہوں نے اسے پروان چڑھایا۔ المختصر یہ یہودیوں اور مجوسیوں کی رسم اور ایجاد فی الدین (بدعت) ہے، اہلِ اسلام کا اس کا اہتمام کرنا اور خوشی منانا سخت بے غیرتی و بے اَدبی کی بات ہے۔

نجومیوں، بُرجوں، ستاروں اور اعداد سے حال معلوم کرنا

آج کل اکثر اخبارات و جرائد میں علم الاعداد (نام کے ہندسوں)، علم پامسٹری (ہاتھ کی لکیروں)، علمِ رَمل (اشکال واعداد کے ذریعہ) اور علم النجوم (بُرجوں اور ستاروں) وغیرہ سے مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے کچھ صفحات مخصوص رکھے جاتے ہیں، مثلاً: ''یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟'' وغیرہ، لوگ ان سے مستقبل اور قسمت کے حال معلوم کرکے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

یاد رکھئے! غیر مسلم مثلاً ہندوؤں کے ہاں یہ توہُّمانہ خیالات پائے جاتے ہیں کہ خوشی کی تقریب یا کسی اہم کام اور سفر پر جانے سے پہلے دِن اور وقت متعین کرنے (جنم کنڈلی ملانے) کے لیے پنڈتوں سے

کہا جائے، پھر جو مقرر ہو جائے اس سے آگے پیچھے کرنا بدفالی اور نحوست سمجھتے ہیں۔

ایک مسلمان اور مومن کا یہ عقیدہ ہے کہ غیب کا علم اور قسمت کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اس لیے ان چیزوں پر اعتقاد رکھنا یا مؤثر حقیقی سمجھنا کفر ہے اور ایسے لوگوں کے پاس جانا یا علم حاصل کرنا گناہ ہے۔ لہٰذا علم النجوم، علم الاعداد، علمِ رَمل اور فال گیری کے ذریعہ سے شادی یا کسی اہم کام یا سفر کی کامیابی و ناکامی یا نومولود بچے کا نام تجویز کرنا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ سب کہانت میں داخل ہے اور کہانت حرام ہے۔

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسی کتنی ہی چیزیں ہیں جن کو ہم زمانۂ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (اور ان سے غیب کی باتیں پوچھا کرتے تھے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اب تم کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو''۔(۱)

اور فرمایا: ''جو شخص کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کچھ پوچھے (یعنی غیب کی باتیں دریافت کرے)، تو اس کی چالیس دن رات کی نمازیں قبول نہیں کی جاتی''۔(۲)

سوچیے! نماز جو عبادات میں سب سے افضل اور بزرگ ترین عمل ہے، قبول نہیں، تو دوسرے اعمال کیسے قبول ہوں گے؟ آہ! اس سے بڑا نقصان اور بدبختی اور کیا ہے؟(۳)

ایک روایت میں ہے: ''جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور جو کچھ کاہن نے بتلایا اس کی تصدیق کی (یعنی سچ سمجھا)، تو محمد ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس نے اس کا انکار کر دیا''۔(۴) اور ایک روایت میں ہے: ''جو شخص کسی نجومی اور کاہن کے پاس (غیب وغیرہ کی باتیں دریافت کرنے) گیا، پھر اس سے کوئی بات دریافت کی، تو چالیس راتوں تک اس کی توبہ قبول ہونے سے رُکی رہتی ہے۔ اور اگر اس نے نجومی کی بات کی تصدیق کر دی (یعنی دل سے بھی اس کو سچ سمجھا اور اس پر یقین کر لیا)، تو اس نے کفر کیا''۔(۵)

اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی پر اعتماد کر کے اس کے حکم کے مطابق عمل کیجیے، اِن شاء اللہ العزیز برکت و راحت نصیب ہوگی۔ یہ سو فیصد یقینی بات ہے کہ جو شخص اعتماد علی اللہ کے مضبوط حلقے کو چھوڑ کر ستاروں اور نجومیوں سے اپنی قسمت وابستہ کرے گا وہ ہمیشہ بے سکون اور ناکام رہے گا۔(۶)

ﷺ ﷺ ﷺ

(۱) رواہ مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب الطب والرقی، باب الکہانۃ، الفصل الاوّل (۲) ایضاً
(۳) مظاہر حق جدید: ۲۸۹/۴ (۴) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رواہ ابوداؤد (۵) رواہ الطبرانی، مرقاۃ
(۶) امداد الفتاویٰ: ۴۰۳/۵-۴۰۵، وآپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۵۴۰/۲-۵۴۶، واحسن الفتاویٰ: ۵۳/۱، ۵۴، وفتاویٰ مفتی محمود: ۲۲۴/۱، ۲۲۵، وکتاب الفتاویٰ: ۳۵۸/۱، ۳۷۱، ۴۰۳، خیر الفتاویٰ: ۷۵/۱، و نظام الفتاویٰ: ۸۲/۱، و کفایت المفتی: ۲۱۹/۹-۲۲۲، فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۹/۱، ۲۱۰، ۲۱۳، واغلاط العوام، فتاویٰ محمودیہ: ۵۰۱/۱-۸۳/۲۰-۸۵-۷۱/۲۱، وغیر